تعوُّذات

مولانا عبدالستار
جامعہ نعمانیہ، لیاری، کراچی

تعارف، اہمیت، فوائد

ذخیرۂ احادیث کو دیکھا جائے تو ہر موقع و محل کے مناسب تعوذ پر رسول اللہ ﷺ کے عملی اہتمام کو دیکھ پڑھ کر قاری، حیرانگی اور تعجب میں پڑ جاتا ہے کہ آخر کیا سبب ہے کہ تعوُّذات اس قدر اہمیت کے حامل رہے ہیں کہ جنہیں صبح وشام کے وقت، سونے جاگنے، برا خواب دیکھنے، بیمار کی بیمار پرسی، غیض وغضب سے دو چار ہونے، وساوس کی بندش کو توڑنے، سفر کی روانگی، کسی جگہ پڑاؤ، گھر سے خروج، بازار جانے، کوئی چیز خریدنے، بیماری یا بخار میں مبتلا ہونے، سخت آندھی چلنے کے مواقع کے علاوہ نماز کے دوران اور نماز کے بعد پڑھنے کا خاص حکم ہے۔ اور اسی طرح مصائبِ دنیویہ جیسے: برص، جنون، جذام، ذلت، پریشانی، غم، لاچارگی، قرض، فقر وفاقہ، بڑھاپے اور ہر قسم کے ناگہانی آفات کے ساتھ ساتھ اُخروی مصائب، مثلاً: نفاق، کفر، شرک، گمراہی، برے اعمال، برے ساتھی اور برے پڑوسی سے مخصوص استعاذہ کا وارد ہونا بھی آدمی کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ تعوُّذ کے معنی میں ذرا سا غور کیا جائے اور اس کی حکمتوں کو سوچا جائے، تو ساری حیرانگی، اللہ کی قدرتِ کاملہ کا استحضار کرتے ہوئے اپنی بے بسی، لاچارگی اور کمزوری سے بدل جاتی ہے کہ انسان کسی بھی آفت، حادثہ یا دشمن کے مقابلہ کی سکت نہیں رکھتا ہے، بلکہ وہ ہر آن، ہر گھڑی، ہر لمحہ اور ہر مصیبت، آفت کے وقت اللہ تعالیٰ کی کامل احتیاج رکھتا ہے، چنانچہ علامہ راغب اصفہانیؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''المفردات'' میں رقم طراز ہیں کہ:

> ''العَوْذ'' دوسرے کی پناہ میں رہنے اور اس کے ساتھ لگے رہنے کو کہتے ہیں اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان لیا گیا ہے: ''أَعُوْذُ بِاللّٰہِ أَنْ أَکُوْنَ مِنَ الْجَاھِلِیْنَ۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعوُّذ کی وضع، اللہ کی طرف التجاء ہے، مگر حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور نکتہ تحریر فرمایا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعوُّذات کا مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع، اِنابت اور متوجہ ہونے کے

ساتھ ساتھ انسان کی لاچارگی، بے بسی اور کمزوری کا اظہار بھی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ: کلام عرب میں پناہ پکڑنے کے لیے دو قسم کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں: ۱- الْعَوْذُ، ۲- اللَّوْذُ، مگر ان دونوں کے درمیان ایک باریک فرق ہے، جس سے استعاذہ کا مقصد مزید واضح ہوجاتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ لفظ ''لوذ'' کسی کی پناہ میں اپنے فائدہ کے تحت آنے کو کہتے ہیں، جبکہ ''عوذ'' اپنے آپ کو شر سے بچانے کے لیے کسی کی پناہ پکڑنے کو کہتے ہیں، اور متنبی کے درج ذیل شعر سے بھی اس فرق کی جھلک نظر آجاتی ہے:

يَـا مَـنْ اَلُـوْذُ بِـهٖ فِيْمَا اُؤَمِّلُهٗ ۔۔۔ مَـنْ اَعُوْذُ بِهٖ مِمَّنْ اُحَـاذِرُهٗ

لَا يَجْبُرُ النَّاسُ عَظْماً اَنْتَ كَاسِرُهٗ ۔۔۔ لَايَهِيْضُوْنَ عَظْماً اَنْتَ جَابِرُهٗ

مفہوم: ''اے وہ ذات! جو میری آرزوؤں کا مرکز ہے اور جو میرے لیے بچاؤ اور پناہ کا ذریعہ ہے۔ جس ہڈی کو آپ توڑنا چاہیں تو کوئی اسے جوڑ نہیں سکتا اور جسے آپ جوڑنا چاہیں، اسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔''

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے استعاذہ کے لطائف بیان کرتے ہوئے مقصد کو مزید واضح کردیا:

''وَمِنْ لَطَائِفِ الاِسْتِعَاذَةِ اَنَّهَا طَهَارَةٌ لِلْفَمِ مِمَّا كَانَ يَتَعَاطَاهُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَتَطْيِيْبٌ لَهٗ وَهُوَ لِتِلَاوَةِ كَلَامِ اللهِ وَهِيَ اسْتِعَانَةٌ بِاللهِ وَاعْتِرَافٌ لَهٗ بِالْقُدْرَةِ وَلِلْعَبْدِ بِالضَّعْفِ وَالْعَجْزِ عَنْ مُقَاوَمَةِ هٰذَا الْعَدُوِّ الْمُبِيْنِ الْبَاطِنِيِّ الَّذِيْ لَا يَقْدِرُ عَلٰى مَنْعِهٖ وَدَفْعِهٖ إِلَّا اللهُ الَّذِيْ خَلَقَهٗ وَلَا يَقْبَلُ مُصَانَعَةً وَلَا يُدَارٰى بِالْإِحْسَانِ.'' (تفسير الاستعاذة وأحكامها: ١٤/ ١، ط: مكتبة العلوم و الحكم)

''استعاذہ میں مشغول رہنے سے زبان ہر قسم کے بے ہودہ اور بے کار مشاغل سے دور ہوکر پاکیزہ رہتی ہے اور کلام اللہ کی تلاوت کے لیے تیار رہتی ہے، بلکہ استعاذہ میں اللہ کی مدد مانگنے اور ان کی قدرتِ کاملہ کا اعتراف کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی لاچارگی اور اپنے اُس کھلم کھلا، آنکھوں سے اوجھل دشمن کے مقابلہ سے ناتوانی کا اظہار بھی ہے، جس کے پچھاڑنے کی طاقت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے جس نے اسے پیدا کیا، جس کے یہاں نہ تصنع کا اعتبار ہے اور نہ کاسا لیسی کا۔''

البتہ اگر کسی کے ذہن میں یہ آجائے کہ ہر ''مستعاذ منہ'' یعنی ہر وہ چیز جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی پناہ مانگی ہے، وہ ہر حال میں مصیبت اور وبال ہی ہے، تو اس حوالہ سے جان لینا چاہیے کہ ہر مستعاذ منہ مصیبت یا وبال نہیں ہے، بلکہ یہ خیال حقیقت سے کوسوں دور ہے؛ کیونکہ ایک جانب اگر غیر طبعی یا ناگہانی موت سے پناہ مانگی گئی ہے، تو دوسری طرف اسے شہادت بھی کہا گیا ہے، چنانچہ علامہ انور شاہ کشمیری -رحمہ اللہ- نے مذکورہ مسئلہ کو اپنے اَمالی (العرف الشذي) میں سوال وجواب کی شکل میں بیان کیا، جسے ہم من وعن نقل کرتے ہیں، کیونکہ اس میں پناہ لینے کی حکمت کا بھی ذکر ہے:

’’وإن قيل: إن في أبي داود الاستعاذة من الموت مفاجأة، والحال أن الحديث ينبئ بأن الموت فجاءة شهادة، قلنا: إن الشريعة تأمر بالاستعاذة كيلا يفوت الرجل الوصية وغيرها من أمور الشريعة، وأما لو ابتلي ومات بالموت فجاءة فيكون شهيداً.‘‘ (أبواب الجنائز، باب ما جاء في الشهداء من هم؟ ٤٦٩/ ١، ط: الطاف اينڈ سنز)

’’اگر کوئی کہے کہ ابوداؤد شریف میں ناگہانی موت سے پناہ مانگی گئی ہے، جبکہ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ناگہانی موت شہادت ہے، تو ہم کہیں گے کہ شریعت پناہ مانگنے کا حکم دیتی ہے، تاکہ وصیت یا معاملاتِ شرعیہ فوت نہ ہوں، باقی ناگہانی طور پر انتقال کر جائے، تو وہ شہید شمار ہوگا۔‘‘

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ حافظ الدنیا حافظ ابن حجر نفعنا اللہ بعلومہٖ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ’’فتح الباري‘‘ میں ایک حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت لکھتے ہوئے استعاذہ بالغیر کا حکم بیان کیا کہ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کی پناہ پکڑنا درست نہیں، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

’’لٰكِنَّهٗ لَا يُسْتَعَاذُ إِلَّا بِاللهِ اَوْ بِصِفَةٍ مِنْ صِفَاتِ ذَاتِهٖ وَخَفِيَ هٰذَا عَلَى بْنِ التِّيْنِ فَقَالَ: لَيْسَ فِيْهِ جَوَازُ الْحَلِفِ بِالصِّفَةِ كَمَا بَوَّبَ عَلَيْهِ ثُمَّ وَجَدْتُ فِيْ حَاشِيَةِ بْنِ الْمُنِيْرِ مَا نَصُّهٗ قَوْلُهٗ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ دُعَاءٌ وَلَيْسَ بِقَسَمٍ وَلٰكِنَّهٗ لَمَّا كَانَ الْمُقَرَّرُ اَنَّهٗ لَا يُسْتَعَاذُ إِلَّا بِالْقَدِيْمِ ثَبَتَ بِهٰذَا اَنَّ الْعِزَّةَ مِنَ الصِّفَاتِ الْقَدِيْمَةِ لَا مِنْ صِفَةِ الْفِعْلِ فَتَنْعَقِدُ الْيَمِيْنُ بِهَا.‘‘

(كتاب الأيمان و النذور، باب الحلف بعزة الله وصفاته وكلماته: ٦١٧/ ١١، ط: دار الحديث)

’’پناہ صرف اللہ تعالیٰ یا اس کی صفاتِ ذاتیہ میں کسی صفت کی لی جاسکتی ہے اور ابن تینؒ پر یہی مخفی رہا تو انہوں نے کہا کہ حدیث میں صفت کے ذریعہ قسم کھانے کی بات نہیں، جیسا کہ قائم کردہ باب سے معلوم ہو رہا ہے۔ پھر میں نے ابن منیرؒ کے حاشیہ میں دیکھا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ’’أعوذ بعزتك‘‘ دعا ہے، قسم نہیں، لیکن یہ بات یقینی ہے کہ پناہ صرف قدیم کی لی جاتی ہے، تو یہ ثابت ہوا کہ عزت اللہ کی صفاتِ قدیمہ میں سے ہے نہ کہ صفاتِ فعل میں سے، لہٰذا اس سے قسم منعقد ہوجاتی ہے۔‘‘

غالباً انہی اقوال کی بنا پر ہمارے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف افشانی صاحب مدظلہم اکثر اپنے بیانات میں فرمایا کرتے ہیں کہ: ’’أعوذ باللہ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو دنیاوی اور اُخروی ہر قسم کے مصائب سے نکال کر اللہ تعالیٰ کے مضبوط قلعہ میں پناہ گزین بنا دیتا ہے۔‘‘

انسان کے خمیر میں چوں کہ یہ بات ہے کہ عموماً مطلب اور فائدہ کے بغیر وہ کسی کام کا اقدام نہیں کرتا، اسی لیے ہم اپنے مضمون کے آخر میں استعاذہ کے چند فوائد ذکر کرتے ہیں:

❶-علامہ ابن قیمؒ نے تعوّذات اور دیگر اذکار کے فوائد تحریر کرتے ہوئے ایک عمدہ فائدہ بیان کیا ہے کہ دوائیاں تب ہی فائدہ اور سودمند ہیں، جب پہلے سے بیماری نے آکر نقصان سے دوچار کیا ہو، جبکہ تعوّذ کا کمال اور فائدہ یہ ہے کہ یہ بیماری کے اسباب اور انسان کے درمیان سدِ سکندری کی طرح حائل بن جاتی ہے، بہرحال علامہ موصوف کا مطلب یہ ہے کہ تعوّذات مرض کے خاتمہ، مرض سے پیشگی حفاظت اور صحت کے برقرار رکھنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں اور دلائل سے اپنی بات کو ثابت کیا، جیسا کہ علامہ کی عادت ہے:

’’وَاعْلَمْ اَنَّ الْأَدْوِيَةَ الطَّبِيْعِيَّةَ الْإِلٰهِيَّةَ تَنْفَعُ مِنَ الدَّاءِ بَعْدَ حُصُوْلِهٖ، وَتَمْنَعُ مِنْ وُقُوْعِهٖ، وَإِنْ وَقَعَ لَمْ يَقَعْ وُقُوْعًا مُضِرًّا، وَإِنْ كَانَ مُؤْذِيًا، وَالْأَدْوِيَةُ الطَّبِيْعِيَّةُ إِنَّمَا تَنْفَعُ بَعْدَ حُصُوْلِ الدَّاءِ، فَالتَّعَوُّذَاتُ وَالْأَذْكَارُ إِمَّا اَنْ تَمْنَعَ وُقُوْعَ هٰذِهِ الْأَسْبَابِ، وَإِمَّا اَنْ تَحُوْلَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ كَمَالِ تَأْثِيْرِهَا بِحَسَبِ كَمَالِ التَّعَوُّذِ وَقُوَّتِهٖ وَضَعْفِهٖ، فَالرُّقَى وَالْعُوَذُ تُسْتَعْمَلُ لِحِفْظِ الصِّحَّةِ، وَلِإِزَالَةِ الْمَرَضِ.‘‘

(زاد المعاد، فصل في هديه في علاج لدغ العقرب بالرقية: ١٨٦/ ٤، ط: دار الكتب العلمية)

❷-علامہ ابن قیم رحمہ اللہ ہی نے اپنی مشہور شہرہ آفاق کتاب ’’مدارج السالكين‘‘ میں تعوّذات کی اہمیت و وقعت کو فوائد کی شکل میں تحریر فرمایا کہ اس آدمی پر لازم ہے جو دنیوی اور اُخروی مصائب سے اپنی حفاظت کا خواہاں ہے کہ وہ ہمہ وقت قلعہ بند اور زرہ زیبِ تن رکھے، یعنی وہ تعوّذاتِ نبویہ کی پابندی کرے:

’’فَحَقٌّ عَلٰى مَنْ اَرَادَ حِفْظَ نَفْسِهٖ وَحِمَايَتَهَا اَنْ لَّا يَزَالَ مُتَدَرِّعًا مُتَحَصِّنًا لَابِسًا اَدَاةَ الْحَرْبِ مُوَاظِبًا عَلٰى اَوْرَادِ التَّعَوُّذَاتِ وَالتَّحْصِيْنَاتِ النَّبَوِيَّةِ الَّتِيْ فِي الْقُرْآنِ وَالَّتِيْ فِي السُّنَّةِ.‘‘(مدارج السالكين، فصل في مشاهد الخلق في المعصية، المشهد الأول مشهد الحيوانية: ٤٠٤/ ١، ط:دار الكتاب العربي)

❸-نضرة النعيم میں استعاذہ کی مسلسل پابندی کے چودہ فوائد بیان کیے گئے ہیں، جن میں سے چند ہم قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں:

۱-استعاذہ نفس کی راحت وسکون کا سبب ہے۔ ۲-استعاذہ سے اللہ پر توکل کی صفت پیدا ہوتی ہے۔ ۳-استعاذہ کی دعاؤں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ ۴-استعاذہ شیطان سے بچنے کے لیے ایک مضبوط قلعہ ہے۔ ۵-استعاذہ سے انسان اپنے اعضاء کے شرور سے محفوظ رہتا ہے۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....